بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادارہ السحاب کی جانب سے پیشِ خدمت ہے

جہادی عمل سے متعلق عمومی ہدایات

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

1434ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اولاً: تمہید

1- یہ بات مجاہد بھائیوں سے پوشیدہ نہیں کہ اس مرحلے میں ہمارے کام کی دو بنیادی جہتیں ہیں، اول: عسکری، دوئم: دعوتی۔

2- **عسکری کام:** کا اولین ہدف عالمی کفر کا سردار امریکہ اور اس کا حلیف اسرائیل ہیں، جبکہ دوسرا ہدف اس کے مقامی حلیف یعنی ہمارے ملکوں کے حکمران ہیں۔

الف: امریکہ کو نشانہ بنانے کا مقصد اسے تھکا دینا اور مستقل ضربیں لگا کر رفتہ رفتہ کمزور کرنا ہے، تاکہ سوویت اتحاد کی طرح وہ بھی اپنے عسکری، افرادی اور اقتصادی نقصانات کے بوجھ تلے دب کر خود بخود گر جائے، نتیجتاً ہماری سرزمینوں پر امریکی گرفت ڈھیلی پڑ جائے اور اس کے حلیف اور حاشیہ نشین بھی ایک ایک کر کے گرنے لگیں۔

عرب انقلابات میں جو کچھ ہوا وہ امریکی نفوذ میں کمی کی واضح دلیل ہے۔ افغانستان اور عراق میں مجاہدین کے ہاتھوں امریکہ کی پٹائی اور گیارہ ستمبر کے حملوں کے بعد سے امریکہ کے داخلی امن وامان کو لاحق مستقل خطرات کا نتیجہ یہ نکلا کہ امریکہ نے مسلم عوام کو اپنے سینوں میں موجود غم وغصے کے جذبات کے اظہار کا کچھ رستہ دینے کا فیصلہ کیا، مگر عوامی غیض وغضب کا یہ آتش فشاں اس کے ایجنٹوں ہی پر پھٹ پڑا۔ ان شاء اللہ آنے والے مراحل میں امریکی اثر ورسوخ میں مزید کمی دیکھی جائے گی، اسے اپنی ہی فکر دامن گیر ہو جائے گی اور نتیجتاً اس کے حلیفوں کا تسلط بھی کمزور پڑنے لگے گا۔

ب: جہاں تک امریکہ کے مقامی ایجنٹوں کو ہدف بنانے کا معاملہ ہے تو ہر علاقے کا معاملہ دوسرے سے فرق ہے۔ اس مسئلے میں اصولی حکمتِ عملی یہی ہے کہ ان کے خلاف معرکہ نہ کھولا جائے، سوائے ان ممالک میں جہاں ان سے ٹکراؤ کے بغیر چارہ نہ ہو۔

چنانچہ افغانستان میں ان مقامی ایجنٹوں سے معرکہ امریکیوں کے خلاف جنگ کے تابع ہے۔

پاکستان میں ان سے معرکہ افغانستان کو امریکی قبضے سے آزادی دلانے کی جنگ کا تتمہ ہے، پھر اس سے پاکستان میں مجاہدین کے لیے ایک محفوظ پناہ گاہ فراہم کرنا مقصود ہے، پھر اس محفوظ پناہ گاہ کو مرکز کے طور پر استعمال کرتے ہوئے پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کی سعی مطلوب ہے۔

عراق میں ان کے خلاف جاری معرکے کا ہدف امریکہ کے صفوی (رافضی شیعہ) جانشینوں کے قبضے سے اہلِ سنت کے علاقوں کو آزاد کروانا ہے۔

الجزائر، جہاں امریکی اثر ورسوخ کافی کم بلکہ تقریباً غیر موجود ہے، وہاں مقامی حکمرانوں کے خلاف معرکے کا مقصد حکومت کو کمزور کرنا اور مغربِ اسلامی کے علاقوں، افریقہ کے غربی ساحل پر واقع ممالک اور صحراء کے جنوبی علاقوں میں جہادی نفوذ کو بڑھانا ہے۔ نیز اب ان علاقوں میں بھی امریکہ اور اس کے حلیف ممالک سے تصادم کی فضاء پیدا ہونے لگی ہے۔

جزیرۂ عرب میں ان کے خلاف معرکہ ان کے براہ راست امریکی ایجنٹ ہونے کی حیثیت سے ہے۔

صومالیہ میں ان کے خلاف معرکے کا سبب ان کا وہاں قابض صلیبیوں کا ہراول دستہ ہونا ہے۔

شام میں ان کے خلاف معرکے کا سبب یہ ہے کہ وہاں کے حکمران، جہادی تو دور کی بات، کسی قسم کے اسلامی تشخص کے حامل وجود کو بھی برداشت کرنے پر آمادہ نہیں اور اسلام کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے حوالے سے ان کی بھیانک خونی تاریخ کسی سے مخفی نہیں۔

بیت المقدس کے گرد وپیش میں بنیادی اور اصلی معرکہ یہود کے خلاف ہے، جبکہ اوسلو معاہدے کی پیداوار، مقامی حکمرانوں کے مقابلے پر حتی الامکان صبر کا راستہ اختیار کیا جانا چاہیے۔

3- **دعوتی کام:** کا اساسی ہدف یہ ہے کہ امت کو صلیبی حملے کے خطرے سے آگاہ کیا جائے، توحید کے اس پہلو کو اجاگر کیا جائے کہ حاکمیت صرف اللہ ہی کے لیے ہے، اسلام کی بنیاد پر اخوت وبھائی چارہ قائم کرنے کا درس دیا جائے اور اسلامی سرزمینوں کو ملا کر ایک دارالاسلام بنانے کی اہمیت واضح کی جائے۔ اللہ نے چاہا تو یہ اقدامات خلافت علی منہاج النبوۃ کے قیام کا مقدمہ ثابت ہوں گے۔

اس مرحلے میں دعوتی کام کے دوران بنیادی طور پر دو محاذوں پر توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے:

پہلا محاذ، گروہِ مجاہدین میں فکری آگہی کے فروغ اور ان کی دینی تربیت میں مزید بہتری لانے پر توجہ دینا، کیونکہ یہی امت کا وہ ہراول دستہ ہیں جو آج بھی اپنے کاندھوں پر صلیبیوں اور ان کے حواریوں سے مقابلے کا بوجھ اٹھائے نظر آتے ہیں اور ان شاء اللہ مستقبل میں بھی اٹھائے رکھیں گے، یہاں تک کہ خلافت اسلامیہ کا قیام عمل میں آجائے۔

دوسرا محاذ، مسلمان عوام میں فکری آگہی کے فروغ، انہیں تحریض دلانے اور اس امر پر انہیں متحرک کرنے کی کوشش کرنا ہے کہ وہ حکمرانوں کے خلاف بغاوت کا علم بلند کریں اور اسلام اور اسلام کی خاطر مصروفِ عمل لوگوں کے ساتھ آملیں۔

ثانیاً: مطلوبہ ہدایات

اس مقدمے کے بعد ہم سیاست شرعیہ کی روشنی میں مصالح کے حصول اور مفاسد کے سدباب کے لیے درج ذیل ہدایات آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں:

1- اپنی کوششوں کو مسلم معاشرے میں فہم و شعور کو فروغ دینے پر مرکوز کیا جائے تاکہ عوام الناس جمود توڑ کر حرکت میں آئیں، نیز گروہِ مجاہدین میں بھی فہم و شعور کو فروغ دینے پر توجہ مرکوز کی جائے تاکہ پختہ فکر و عقیدے کی حامل ایک ایسی متحد و منظم جہادی قوت تشکیل پاسکے جو اسلامی عقیدے پر ایمان رکھتی ہو، شرعی احکامات پر کاربند ہو اور مومنین کے لیے نرمی اور کافروں کے لیے سختی کا پیکر ہو۔ نیز اس بات کی بھی بھرپور کوشش کی جائے جہادی تحریک کی صفوں میں سے علمی اور دعوتی صلاحیتوں کے حامل ایسے افراد نکلیں جو منہج کی حفاظت کے ضامن ہوں اور عام مسلمانوں میں بھی دعوت عام کرنے کا فرض نبھائیں۔

2- عسکری کام میں عالمی کفر کے امام (امریکہ) کو کمزور کرنے پر توجہ مرکوز رکھی جائے یہاں تک کہ وہ عسکری، اقتصادی اور افرادی سطح پر نقصانات سہتے سہتے اتنا نچڑ جائے کہ اللہ کے حکم سے جلد ہی سمٹتا سکڑتا واپسی کی راہ لینے پر مجبور ہو جائے۔

تمام مجاہد بھائیوں کے لیے اس بات کو سمجھنا از حد ضروری ہے کہ دنیا کے کسی بھی کونے میں مغربی صلیبی صہیونی اتحاد پر چوٹ لگانا ان کی اوّلین ذمہ داری ہے، اس لیے انہیں اس مقصد کی خاطر حتی المقدور کوشش صرف کرنی چاہیے۔

اسی کے ساتھ یہ ہدف بھی ترجیح میں رہنا چاہیے کہ تمام ممکنہ وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے مسلمان اسیروں کی رہائی کے لیے بھرپور کوشش کی جائے جس میں ان کی جیلوں پر دھاوا بولنے اور مسلمان ممالک کے خلاف یورش میں شریک ممالک کے لوگوں کو اغواء کر کے ان کے بدلے قیدیوں کو چھڑوانے جیسے وسائل شامل ہیں۔

نیز یہ واضح رہے کہ عالمی کفر کے امام پر توجہ مرکوز کرنے کی حکمتِ عملی اس بات کے منافی نہیں کہ مسلم عوام خود پر ظلم کرنے والوں کے خلاف زبان، ہاتھ اور ہتھیار سے جہاد کریں! چنانچہ ہمارے شیشانی بھائیوں کا حق ہے کہ وہ غاصب روسیوں اور ان کے چیلوں کے خلاف جہاد کریں۔ ہمارے کشمیری بھائیوں کا حق ہے کہ وہ مجرم ہندوؤں کے خلاف جہاد کریں۔ مشرقی ترکستان میں بسنے والے ہمارے بھائیوں کا حق ہے کہ وہ سرکش چینیوں کے خلاف جہاد کریں اور اسی طرح فلپائن، برما اور تمام عالم میں جہاں کہیں بھی مسلمانوں پر ظلم توڑا جا رہا ہو، وہاں بسنے والے مسلمانوں کا حق ہے کہ وہ ان ظلم کرنے والوں کے خلاف جہاد کا علم بلند کریں۔

3- مسلم خطوں پر مسلط حکومتوں کے خلاف مسلح جنگ سے گریز کیا جائے، سوائے اس صورت میں جب معاملہ اضطرار کے درجے تک پہنچ جائے، مثلاً جب مقامی فوج امریکی فوج ہی کا براہِ راست حصہ بن جائے جیسا کہ افغانستان کی صورت حال ہے، یا جب مقامی فوج امریکیوں کی نیابت میں مجاہدین کے خلاف جنگ کرے جیسا کہ صومالیہ اور جزیرۂ عرب میں ہے، یا جب وہ اپنے یہاں مجاہدین کا وجود تک برداشت کرنے سے انکاری ہو جیسا کہ مغربِ اسلامی، شام اور عراق کا معاملہ ہے۔

تاہم جب بھی ان کے خلاف جنگ سے بچنا ممکن ہو بچا جائے، اور اگر جنگ ناگزیر ہو جائے تو پھر امت کے سامنے اس حقیقت کو اچھی طرح واضح کیا جائے کہ ان کے خلاف جنگ دراصل صلیبی حملے کے خلاف امت کے دفاع ہی کا ایک حصہ ہے۔

نیز جب کبھی بھی مقامی حکمرانوں کے خلاف جنگ کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کا کوئی موقع میسر ہو تو اس سے فائدہ اٹھایا جائے اور اسے ہر ممکن حد تک دعوت، بیان، تحریض، افرادی قوت کی بھرتی، اموال کے جمع کرنے اور معاونین و انصار بنانے میں صرف کیا جائے، کیونکہ ہمارا معرکہ بہت طویل ہے اور جہاد کو پر امن پناہ گاہوں کی اور افراد، اموال اور صلاحیتوں کی مستقل فراہمی کی ضرورت ہے۔

یہ حکمتِ عملی اس بات کے منفی نہیں کہ ہم صلیبی حملہ آوروں کی آلہ کار ان حکومتوں کو یہ باور کراتے رہیں کہ ہم ان کے لیے کوئی تر نوالہ نہیں! اور ان کے ہر عمل کا ردِ عمل بھی ضرور ہو گا چاہے کچھ عرصہ بعد ہی کیوں نہ ہو۔ اس اصول کی تطبیق ہر محاذ پر اس کی مخصوص صورتِ حال کی مناسبت سے کی جائے۔

4- گمراہ فرقوں مثلاً رافضیوں، اسماعیلیوں، قادیانیوں اور صوفیوں کی منحرف قسموں کے خلاف قتال سے گریز کیا جائے، الا یہ کہ وہ خود اہلِ سنت سے قتال کریں؛ اور اگر وہ قتال پر اتر آئیں تو جوابی کارروائی صرف انہی لوگوں تک محدود رکھی جائے جو قتال کریں اور ساتھ ساتھ یہ وضاحت کی جائے کہ ہماری ان کارروائیوں کا مقصد محض اپنا دفاع ہے۔ اسی طرح ان میں سے جو لوگ ہمارے خلاف قتال نہ کریں انہیں اور ان کے اہل و عیال کو ان کے گھروں، عبادت گاہوں، ان کے تہواروں اور دینی اجتماعات میں نشانہ بنانے سے اجتناب کیا جائے۔ تاہم ان فرقوں کے باطل تصورات اور عقائد و عمل میں ان کی گمراہیوں اور انحرافات کا پردہ چاک کرنے کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔

جہاں تک مجاہدین کے تسلط و نفوذ والے علاقوں کا تعلق ہے تو ان میں ان فرقوں کو دعوت دینے، ان میں شعور و آگہی پیدا کرنے کی سعی کرنے اور ان کے شبہات کا ازالہ کرنے کے بعد ان سے حکمت کے ساتھ تعامل کیا جائے۔ نیز انہیں نیکی کا حکم اور برائی سے بچنے کی تلقین بھی کی جائے، بشرطیکہ ایسا کرنے سے اس سے بڑا مفسدہ پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو، مثلاً مجاہدین کا ان علاقوں سے نکال دیا جانا یا ان کے خلاف عوامی ردِ عمل کی تحریک پیدا ہو جانا یا ایسا فتنہ جنم لے لینا جس سے دشمن کو ان علاقوں پر قبضہ کرنے کا بہانہ مل جائے۔

5- اسلامی ممالک میں موجود نصاریٰ، سکھ اور ہندوؤں سے تعرض نہ کیا جائے؛ اور اگر ان کی جانب سے کوئی زیادتی ہو تو زیادتی کے بقدر جواب دینے پر اکتفاء کیا جائے، اور ساتھ یہ وضاحت بھی دی جائے کہ ہم ان کے ساتھ قتال شروع کرنے کے خواہشمند نہیں! ہم عالمی کفر کے سردار کے خلاف مشغولِ جنگ ہیں اور اسلامی حکومت کے ...... ان شاءاللہ جلد...... قیام کے بعد ہم ان کے ساتھ سلامتی اور نرمی کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔

6- عمومی طور پر ایسے تمام لوگوں کے خلاف قتال کرنے اور انہیں زک پہنچانے سے اجتناب کیا جائے جو ہمارے خلاف ہتھیار نہ اٹھائیں اور نہ اس میں معاونت کریں، اور تمام تر توجہ بالاصل صلیبی اتحاد پر اور اسی کے ذیل میں اس کے مقامی آلہ کاروں پر مرکوز رکھی جائے۔

7- غیر محارب عورتوں اور بچوں کو مارنے یا ان سے جنگ کرنے سے گریز کیا جائے، بلکہ اگر وہ ہمارے خلاف قتال کرنے والوں کے اہل و عیال ہوں تب بھی ان کے خلاف ہاتھ اٹھانے سے حتی الامکان اجتناب کیا جائے۔

8- مسلمانوں کو دھماکوں، قتل و اغواء کی کارروائیوں یا اموال و املاک کو نقصان پہنچانے کے ذریعے ایذاء پہنچانے سے کلی اجتناب کیا جائے۔

9- دشمنوں کو مساجد، اجتماعات اور بازاروں جیسی جگہوں پر ہدف بنانے سے گریز کیا جائے جہاں یہ دشمن مسلمانوں کے ساتھ یا ایسے لوگوں کے ساتھ خلط ملط ہوں جو ہمارے خلاف قتال میں شریک نہ ہوں۔

10- علمائے کرام کے احترام اور دفاع کو یقینی بنایا جائے کیونکہ علماء نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین اور امت کے قائدین ہیں...... اور خصوصاً ایسے حق گو علماء کرام جو حق کی خاطر قربانیاں بھی دے رہے ہوں ان کا احترام اور دفاع تو اور بھی زیادہ ضروری ہے۔ نیز علمائے سوء کا مقابلہ محض ان کی جانب سے پھیلائے گئے شبہات کا ازالہ کرنے اور مضبوط دلائل کے ساتھ ان کے آلہ کار ہونے کو واضح کرنے کے ذریعے کیا جائے اور ان کا قتل یا ان کے خلاف قتال نہ کیا جائے، سوائے اس صورت میں جب وہ مسلم عوام یا مجاہدین کے خلاف کسی قتالی عمل کے مرتکب ہوں۔

11- دیگر اسلامی جماعتوں کے حوالے سے موقف:

الف: جن امور میں ہمارے مابین اتفاق ہو ان میں ہم ایک دوسرے سے تعاون کریں اور جن میں اختلاف ہو ان میں ایک دوسرے کو نصیحت کریں۔

ب: ہمارا اولین معرکہ اسلام کے دشمنوں اور اسلام سے مخاصمت رکھنے والے عناصر کے خلاف ہے، لہٰذا ایسا نہ ہو کہ ہمارا دینی جماعتوں کے ساتھ اختلاف، عسکری، دعوتی، فکری اور سیاسی سطح پر دشمنانِ اسلام سے رخ پھیرنے کا سبب بن جائے۔

ج: دینی جماعتوں کی طرف سے صادر ہونے والے ہر صحیح قول و فعل پر ہم ان کی تائید کریں اور ان کا شکریہ ادا کریں اور ان سے صادر ہونے والی ہر خطا پر انہیں نصیحت کریں، پوشیدہ خطاء پر پوشیدہ طریقے سے نصیحت اور اعلانیہ خطاء پر اعلانیہ طریقے سے نصیحت۔ نیز اس بات کا اہتمام ہو کہ اخلاق سے گرا ہوا انداز اختیار کرنے اور شخصی حملے کرنے سے اجتناب کیا جائے اور باوقار علمی انداز میں دلائل بیان کیے جائیں کیونکہ قوت دلیل میں ہوتی ہے کردار کشی یا ہجو میں نہیں!

د: اگر کبھی اسلام کے ساتھ خود کو منسوب کرنے والی کوئی جماعت کافر دشمن کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف قتال میں شریک ہو تو اس کا جواب اس کم سے کم مقدار میں دیا جائے جو اس کو زیادتی سے باز لانے کے لیے کافی ہو، تاکہ مسلمانوں کے مابین فتنہ کا دروازہ بند رہے اور ایسے لوگوں کو نقصان پہنچانے سے بھی بچا جا سکے جو دشمن کے ساتھ شریک نہیں ہیں۔

12- **ظالموں کے خلاف مظلوموں کی عوامی بغاوتوں[1] سے متعلق موقف:**

تائید، شرکت، رہنمائی۔

الف۔ تائید: کیونکہ ظالم کے خلاف مظلوم کی تائید شرعی واجب ہے، قطع نظر اس سے کہ ان میں سے کوئی فریق مسلمان ہے یا غیر مسلم۔

ب۔ شرکت: کیونکہ یہ ہم پر عائد فرض امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حصہ ہے۔

ج۔ رہنمائی: یعنی یہ بات پہنچانا اور سمجھانا کہ انسان کی کوششوں کی اصل غرض و غایت توحید باری تعالیٰ کا قیام ہونا چاہیے، جس کی عملی صورت یہ ہے کہ اللہ کے احکامات کی پاسداری کی جائے، اس کی شریعت کی حاکمیت قائم کی جائے اور اسلامی نظام اور اسلامی حکومت کا قیام عمل میں لایا جائے۔

13- ایسے تمام عناصر کی تائید و پشت پناہی کی جائے جو مسلمانوں کے غصب شدہ حقوق کی بازیابی کے لیے ظالم کے خلاف اپنی زبان، رائے یا عمل سے آواز اٹھائیں اور ان کو ہاتھ سے تکلیف پہنچانے یا زبان سے ایذاء دینے سے گریز کیا جائے، جب تک کہ وہ بھی مسلمانوں کے ساتھ تائید کی روش اختیار کئے رکھیں اور مسلمانوں کی عداوت سے پرہیز کریں۔

14- تمام مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت اور ان کی حرمت کا پاس کیا جائے چاہے وہ کہیں بھی ہوں۔

15- تمام مظلوموں اور کمزوروں...... چاہے وہ مسلمانوں میں سے ہوں یا غیر مسلموں میں سے...... پر ظلم و زیادتی کرنے والوں سے بدلہ لیا جائے اور ایسے تمام عناصر کی تائید و حوصلہ افزائی کی جائے جو ان مظلوموں کی پشت پناہی کریں چاہے وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں۔

16- مجاہدین پر لازم ہے کہ کوئی بھی باطل تہمت جو ان کی طرف جھوٹ اور افتراء پردازی کی بنیاد پر منسوب کی جائے، وہ اسے رد کرنے اور حقیقت کو واضح کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔ اور کوئی بھی غلطی جس کے بارے میں مجاہدین پر یہ واضح ہو جائے کہ وہ اس کے مرتکب ہوئے ہیں تو ان پر لازم ہے کہ وہ اس پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں، غلطی کرنے والے کے فعل سے براءت کا اظہار کریں اور اس غلطی سے جس شخص کو نقصان پہنچا ہو، شرعی تقاضوں کے مطابق اپنی استطاعت کے بقدر اس نقصان کی تلافی کرنے کی کوشش کریں۔

17- جماعت قاعدۃ الجہاد کے تابع تمام مجموعات و تنظیمات کے امراء اور ہم سے تائید و محبت کا رشتہ رکھنے والے تمام لوگوں سے یہ استدعا ہے کہ وہ ان ہدایات کو اپنے ماتحت قائدین و افراد میں پھیلانے کی سعی کریں کیونکہ یہ کوئی راز کی باتیں نہیں بلکہ عمومی ہدایات اور رہنما سیاسی اصول ہیں۔ ان ہدایات سے ہمارا مقصد بس یہ ہے کہ جہادی عمل کے اس مرحلے میں شرعی اصولوں کے موافق اجتہاد کے ذریعے شرعی مصلحتوں کا حصول اور مفاسد کا سدباب کیا جائے۔

والله من وراء القصد وهو يهدي السبيل، وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم، وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.

اللہ کی رضا کی خاطر ان سطور کو لکھنے والا

آپ کا بھائی

ایمن الظواہری

---

[1] عرب دنیا کے انقلابات کی طرف اشارہ مقصود ہے۔ (مترجم)